سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸؍۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور
پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے (ایمپرس روڈ ۔ لاہور) مینیجر

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے ۔ مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

جلد ۵۳ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۱۰۔ اپریل ۱۹۲۵ء | نمبر ۱۵

غزل

جناب نصیر کے قلم سے

مائل دید بت آئینہ سیما ہو کر
چشم خور رہ گئی آئینہ نمط وا ہو کر

ہم رہ گئے رفتۂ اندیشۂ فردا ہو کر
بن گئے گوشہ نشیں تارک دنیا ہو کر

جانب اصل کیا کرتی ہے ہر چیز رجوع
مل گئے خاک میں ہم خاک سے پیدا ہو کر

بعد مرنے کے بھی بدبختی گردش نہ گھٹی
خاک چکر میں رہی اپنی بگولا ہو کر

کب ہے امداد طلب ہمت مردانۂ عشق
طے کر دوادی آفات کو تنہا ہو کر

شکل پروانہ ہوا سوختہ گرمی حسن
دل بلا چین چراغ رخ زیبا ہو کر

میں وہ گم کردہ طرب ہوں کہ مرے دل سے اڑا
نقشۂ عیش نگار پر عنقا ہو کر

جرم بے نوشی میں یہ میری سزا ہے پس مرگ
دست ساقی میں رہوں گردن مینا ہو کر

صحن گلشن میں ہے کیا جز خس و خاشاک نصیر
ہوس باغ نہ کر خوگر صحرا ہو کر

غزل عربی

(دکتور مولوی حشمت اللہ لودیانا)

قَدْ تَجَلّیٰ جَمَالُہٗ جَلَوَات
وَتَبَدّیٰ جَلَالُہٗ سَطَوَات

لَمْ یَدَعْ فِی الشُّکُوْکِ مِنْ کَبِدٍ
سَلَبَتْہُ لِلْقُلُوْبِ بِالْحَرَکَات

لَمْ یَزَلْ فِی الرُّؤُسِ نُھٰیَتُھَا
تَھْرُبُہٗ لِلْعُقُوْلِ بِالْکَلِمَات

مَنْ رَاَیٰ مَرَّۃً مَحَاسِنَہٗ
حَارَ فِیْھَا وَھَامَ فِی الْفَلَوَات

مَا سَبیٰ بِالسِّھَامِ ذُو غَزْوٍ
سَبْیَہٗ لِلْعُقُوْلِ بِالْغَمَرَات

طَلْعَۃٌ فِی الْفُؤَادِ مَا اَحْلیٰ
غَمْزَۃٌ بِالْعُیُوْنِ وَالْجَفَنَات

فَاقَ حُسْنَ الْمِلَاحِ نَاطِبَۃً
حُسْنُہٗ فِیْ لَطَائِفِ الْکَلِمَات

طَافَ لِیْ طَائِفٌ اَلَا تَسْلُوْ؟
قُلْتُ بَعْدَ الْوِصَالِ ذَا ھَیْھَات

ذُقْتُ ذَاکَ الشَّرَابَ ھَلْ سَلُوْ
بِشَرَابٍ بِقِیْعَۃِ الْخَطَرَات

حُسْنُنَا دَعْ وَلَا تَقُلْ مُتَعَطِّفًا
فَشَرَابُ الْکَلَامِ خُذْ وَالسَّکَرَات

وَتَوَجَّہْ اِلیٰ حُضُوْرِ الْقُدْ
سِ حُضُوْرِ صَفَا مِنَ الْکَدَرَات

کَمْ مَعَانٍ بَدَتْ مِنَ الْمَلَکُوْ
تِ لِقَلْبٍ تَعَانَقَ السِّمَات

ہر سچے ہندو کی دلی خواہش

لے شمشیر براں آج وہ مقتل میں جاتے ہیں

ہم بارہا اس حقیقت کا اظہار کر چکے ہیں کہ اہل ہنود اور بالخصوص آریہ سماج میں مذہب کا مادہ مفقود ہو گیا ہے ۔ جہاں پہلے ویدوں اور اپنشدوں کی بنا پر کوئی فرقہ پیدا ہوتا تھا وہاں آج صرف ایسی ہی جماعتیں وجود پذیر ہو رہی ہیں جن کا کام سوائے مجلسی اصلاح اور ملکی مفاد کے اور کچھ نہیں ۔ آج سماج کی مذہبی کارروائیں محض دوسرے مذاہب ہی کو کوسنا شامل ہے اور بس ۔ ورنہ ہم نے آج تک آنا بھی نہیں دیکھا کہ وہ جس ویدک دھرم کا نعرہ بانگ غل مچا رہے ہیں ۔ اس کے

ویدوں کا بھی دیسی زبان میں ترجمہ کر دیتے۔ تاکہ دنیا جان لیتی کہ ویدوں میں کیا دھرا ہے۔ یہ یقین رکھئے کہ جب آریہ سماج ویدوں کا ترجمہ دیسی زبانوں میں کریگی اُسی دن ہندو دھرم کی موت ہو جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ ویدوں کی زبانی تعریفیں کرتے کرتے آریہ سماج کو نصف صدی گذر گئی۔ مگر ویدوں کی زبانی ہمیں آجتک کچھ بھی پتہ نہ لگا۔ یہ ایک سلجھی ہوئی چال ہے۔ جسے دُور بین نگاہوں نے بھانپ لیا ہے۔ چنانچہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ لاہوری احمدیوں کا ایک فاضل سنسکرت ۸-۹ سال سے ویدوں کے اُردو ترجمہ میں معروف ہے۔ اور وہ دن نہایت مبارک ہوگا جبکہ فاضل صاحب اسے پبلک کے روبرو لائینگے اُسوقت اگر آریہ سماج اُس ترجمہ کو نامنظور بھی کریگی تو بھی اُسے مجبور ہو کر ویدوں کی اندرونی حقیقت پر بحث کرنی پڑ جائیگی۔ اب تک اگر ہندو دھرم بچا ہوا ہے تو اس کی وجہ صرف لوگوں کی ویدوں سے ناآشنائی ہے۔ مسیحیوں اور محمدیوں کی قریباً تمام کتابیں دیسی بولیوں میں عام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اِن مذاہب کی تحقیق اور ان پر اعتراض کر سکتا ہے۔ دنیا بہت جلد جان لیگی کہ ویدوں میں کیا لکھا گیا ہے۔ آریہ سماج کی ویدوں کے متعلق خاموشی یا تو جاتی رہیگی یا کچھ رنگ لائیگی ؎

کیا غضب ہے کہ وہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اب رہا یہ سوال کہ اگر اہلِ ہنود کے سامنے مذہب کوئی اہم حقیقت نہیں رکھتا تو یہ ہنود کا جوش و خروش۔ شدھی اور ہندو سنگٹھن کس لئے ہے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ وہ ہندو راج کو قائم کر کے اُس کے ذریعہ مسلمانوں اور مسیحیوں کو بزورِ شمشیر ہندو بنانا چاہتے ہیں۔ آج تک وہ اس الزام سے مکرتے چلے آتے تھے۔ مگر اب لالہ ہردیال ایم۔ اے نے سویڈن سے اس حقیقت کا کھلے الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ جسے پنجاب کے ہندو اخبارات نے شائع کیا ہے۔ آپ نے اہلِ ہنود کو تین راستے پیش کئے ہیں۔

(۱) "یا تم خود مسلمان بنجاؤ"

(۲) "یا پہلے سوراجیہ لیکر مسلمانوں کو شدھ بناؤ"

(۳) اور ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے تو سندھ جہلم چناب۔ راوی۔ بیاس اور ستلج کے پانی میں ڈوب مرو۔ یہی تیسرا راستہ ہے۔

پنجاب میں ایک ہندو ریاست

لالہ صاحب فرماتے ہیں۔

"ہندو سنگٹھن کا مقصد پنجاب میں ایک ہندو ریاست قائم کرنا ہونا چاہئے۔ اگر ہندو مسلمان ملکر کام کر سکتے ہیں تو صرف اس طرح ممکن ہے جیسا کہ آجکل ہندو ریاستوں میں دیکھتے ہیں۔ یا جیسا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں حال تھا یعنی ریاست ہندوؤں کی ہو اور مسلمان وہاں آباد ہوں۔ لیکن ریاست مسلمانی نہیں ہو سکتی اور ہندو مسلمانوں کی مشترکہ ریاست بھی نہیں ہو سکتی ۔۔ ہم شروع میں صرف ایک ایسی ریاست بنانا چاہتے ہیں جیسی آجکل کشمیر یا بڑودہ ہے۔ ہم ایسی ریاست بنانے کے لئے قربانی نہیں کرتے جیسی بہاول پور یا حیدر آباد ہے" اب مطلب صاف ہے۔

مسلموں اور مسیحیوں کو ملک بدر کردو

لالہ صاحب ممدوح صفائی سے فرماتے ہیں کہ ہندو ہرگز یہ نہیں دیکھ سکتے کہ سوائے ان کے کوئی دوسرے مذہب کا معتقد ہندوستان کی آب و ہوا میں لحہ بھر بھی سانس لے سکے۔ آپ مسلم اور مسیحی آبادی کو نیست و نابود کرنے کے ذرائع بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"مسلمان اور عیسائی پہلے شدھی کے ذریعے ہندو قومی تہواروں اور رواجوں کو اختیار کریں۔ پھر اتفاق کا سوال حل ہو جائیگا۔ مسلمان اور عیسائی اپنے بدیشی نام اور رسوم بدلیں۔ اور ہندو بنیں یہی اتحاد کا ذریعہ ہے۔ ہندو سنگٹھن کا یہ اصول ہونا چاہئے۔ ہندو سوراجیہ اور شدھی جب تک پنجاب اور ہندوستان میں اِن بدیشی مذہبوں سے پاک نہیں ہونگے تب تک ہمیں کبھی چین سے سونا نہیں ملیگا پس پکار کر کہو۔ شدھ بھارت۔ شدھ پنجاب۔ یہی ہمارا نصب العین ہے ۔۔ ہر بچے ہندو کی یہ دلی خواہش ہے کہ اپنے دیش کو

اسلام اور عیسائیت سے پاک کردے

اس مقصد کے لئے ہم اپنے بچوں کی قربانی بھی دینگے۔ جیسے گرو نے اپنے چاروں بیٹے قربان کر دیئے تھے" ؎

گر بہ مسکیں اگر پرداشتے
تخم کنجشک انجہاں بر داشتے

یہ اعلان قریباً تمام ہندو اخبارات نے شائع کیا ہے۔ ہندو کو جوکہ سرکاری راج کی طاقت و حسنِ انتظام کے رعب سے گربہ مسکین بنے بیٹھے ہیں۔ درحقیقت اس خیال میں ہیں کہ اپنے دیش کو اسلام اور عیسائیت سے پاک کر دیں۔ جب تھوڑا سا بھی لالہ ہردیال کی طرح سہارا ملگیا فوراً تلوار لیکر مسیحیوں اور دیگر غیر ہندو آبادی پر پل پڑینگے۔ مسیحیوں کو یہ چال فوراً تاڑ لینی چاہئے۔ کہ انہیں ملک ہند سے ملیامیٹ کرنے کے لئے سب سے پہلے وہ ہم میں سے کرسمس۔ ایسٹر وغیرہ مسیحی تیوہاروں اور پطرس۔ یوحنا۔ اور دانی ایل وغیرہ ناموں کو ہٹا دیں۔ اور پھر اُن کی بجائے دسہرہ۔ دیوالی۔ رام نومی وغیرہ کے تیوہار جاری کر دیں۔ اور ہمارے نام رام لبھایا۔ گوردواس اور دیوی دیال رکھ دیں۔ مگر یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ ہم مسیحی نہ رہیں

(دیکھو صفحہ ۱۱)

نورافشاں

مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۵ء

گُلِ شعور

مضامین کی کثرت کے باعث مناسب سمجھا گیا ہے کہ ہم اپنے مضامین درج اخبار نہ کرکے نامہ نگاروں کے مضامین جلد نکال دیں۔ اس وجہ سے ہم نے ایڈیٹوریل کی جگہ ذیل کے مضامین درج کر دیئے ہیں۔ ایڈیٹر

فی زمانہ دیکھنے میں آتا ہے کہ موجودہ زمانے کے عالم و فاضل کی حالت عالمانِ اقدام سے بدرجہا بہتر ہے۔ تاہم افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو گُلِ شعور کی بُوئے خوشگوار سے معطر نہیں رکھتے کیا ہی بہتر ہوتا کہ عالمان زمانہ حال اپنے شوق و ذوق جانب سیرِ گلستانِ شعور مبذول فرماتے۔ گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے اپنے آپ کو معطر نہ رکھنے کا خاص سبب یہ ہے کہ ابتداہی سے اپنے میں بغور نہیں دیکھتے کہ ہم گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے ظاہر و باطن میں معطر ہیں یا نہیں۔ اور اس نادر و نایاب شے کی ہر فرد بشر کو اشد ضرورت ہے نہ کہ ماہران علم ہی کو۔ کیونکہ جو شے کسی جگہ لاپروائی سے رکھی گئی اس کو رفتہ رفتہ دیمک چاٹ جاتی ہے اور وہ شے برباد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خرافات۔ خام تازیبا۔ خفگی۔ خواری۔ خام خیال۔ بدنظری۔ لاف۔ غرور۔ رشک وحسد۔ قہر۔ بیہودہ گوئی۔ خونخواری وغیرہ وغیرہ کے دیمک عیوب مذکورہ بالا اُن کے لئے نقصان رساں ہیں۔ جن کے پاس گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار نہیں ہے۔ چونکہ گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار دیمکِ عیوب مذکورہ بالا کے حق میں مہلک ہے۔ جنکو گناہ کا دیمک کہنا زیادہ بہتر ہے۔ ہاں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ علامہ سیرِ گلستانِ شعور کو واسطے تفریح طبع جاتے ہیں اور گلستانِ شعور سے گُلِ شعور بھی ہمراہ لے آتے ہیں۔ لیکن وہ دیگر گلوں کی طرح گُلِ شعور کو مرجھایا تصور کر کے بعد چند لمحہ کے پھینک دیتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علامہ کو یہ نہیں معلوم کہ گُلِ شعور کا ہرگز مرجھانا ممکن نہیں۔ اگر معلوم ہوتا تو وہ گلستان شعور سے گُلِ شعور کو لاکر نہ پھینکتا۔ گُلِ شعور کا ہرگز مرجھانا ممکن نہیں۔ گُلِ شعور کو زوال نہیں۔ چونکہ لازوال گلستانِ **اناجیل** کی سیر ابتدا تا انتہا کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اُس میں گل لازوال کھلے ہوئے ہیں اور ہر گُلِ مفہوم میں کھلنے ہی کی کثرت نظر آتی ہے۔ گُلِ شعور بھی گلستان اناجیل کا گُل ہے۔ اور گُلِ شعور کا مرجھانا تصور کرنا غلط ہے۔ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ خالق کی حضوری میں اُن باتوں کی ضرورت ہے۔ جن باتوں کو زوال نہیں۔ گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے معطر رہنا شیطان پر غالب آنے کا ایک صیغہ ہے اور تلاش رہنا کا خروج ہے۔ چنانچہ **عابد** کو بھی سر حالت پاک میں گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے معطر رہنا ضرور ہے ورنہ عابد کی عبادت نامقبول ہوگی۔ اگر ہم آپ کو عابد تصور کرتے ہیں تو اپنے میں بغور دیکھیں کہ ہم ظاہر و باطن میں گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے معطر ہیں یا نہیں۔ اگر گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے معطر نہیں ہیں تو ضرور دیمکِ عیوب مذکورہ بالا ہم کو چاٹ جائینگے۔ جنکو گناہ کا دیمک قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ جو بادشاہ گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے معطر نہیں رہتا اُس سے بادشاہت لے لی جاتی ہے اور کسی دوسرے بادشاہ کو تخت نشین کرتے ہیں۔ جو گُلِ شعور کی بُوئے خوشگوار سے معطر رہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بسبب گُلِ شعور کی بُوئے خوشگوار سے معطر نہ رہنے کے ہم سے وہ تاج چھین لیا جائے جسکو خداوند یسوع نے ہم کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو ابدی زندگی کا تاج ہے۔ اگر گُلِ شعور کی بُوئے خوشگوار سے معطر نہ رہینگے تو ابدی زندگی کا تاج ہم سے ضرور لے لیا جائیگا اور ہم نارِ دوزخ کے وارث ہونگے۔ جو شیطان کی آسایش ہے۔ بس ہر جو باغبان دل ہیں اپنے دل میں لازوال گلستانِ اناجیل سے گُلِ شعور کا ایک قلم لیکر لگالیں تاکہ جس دم گُلِ شعور کا پودا ہمارے زمین دل میں پرورش پاکر نشوونما پائے اور وقت پر اُس میں ثمر خوشگوار پیدا ہوں جو ہم کو ظاہر و باطن میں سیر کھینگے تو ہم کو فرحت نصیب ہو۔ امید واثق ہو کہ جو اصحاب گُلِ شعور کی بوئے خوشگوار سے معطر رہنا چاہتے ہیں وہ ضرور شب و روز سوا تفریح طبع در گلستانِ شعور جایا کریں اور گُلِ شعور کو مرجھانا تصور کرکے پھینک نہ دینگے۔

ولیم سنگھ منیر

امدادِ غیبی

گزشتہ سے پیوستہ

ضعیفہ بے بس ہوگئی۔ اختر کو سوتے سے جگایا اور اُسے لاکر سردار کے روبرو کھڑا کر دیا۔

سردار۔ (لڑکے سے) تیرا نام؟

لڑکا۔ مجھے اختر کہتے ہیں۔

سردار۔ کہاں تک تعلیم حاصل کی ہے؟

لڑکا۔ اب کے سال ڈل پاس کیا ہے۔

سردار۔ اب کیا ارادہ ہے؟

لڑکا۔ دل تو تھا تو آگے تعلیم حاصل کرنے کی ہم لیکن جب میں اپنی والدہ کی مفلسی پر نظر ڈالتا

ہوں تو میری تمام خواہشوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ چار و ناچار۔ اب کوئی چھوٹی موٹی ملازمت کر کے اپنی والدہ کی خدمت کرونگا۔ والد مرحوم کے انتقال کو تین سال ہوئے اس عرصہ میں جس مصیبت سے میری والدہ نے میری پرورش کی میں جانتا ہوں یا خدا کو معلوم ہے۔ بیچاری قرضدار بھی ہو گئی ہے۔ ایک مہاجن کے دو سو روپے دینے ہیں۔ آئے دن سود کی تکرار سے اس مہاجن نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔

سردار۔ کس قدر سود پر روپیہ لیا تھا۔

اختر۔ ایک آنہ فی روپیہ یہ۔

سردار۔ اُف ڈاکوؤں کا نام بدنام ہے۔ دراصل ڈاکو یہ مہاجن لوگ ہیں جو غربا کا خون مباح سمجھتے ہیں۔ مجھے اس مہاجن کے مکان کا پتہ بتاؤ۔

اختر نے کوڑا مل مہاجن کے مکان کا پتہ بتایا۔ سردار نے اختر کی والدہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے نیک بخت عورت یہ دو ہزار روپے کا بدرہ ہے یہ رقم دو سال کے لئے کافی ہے۔ آرام کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اختر کو تعلیم دلوا۔ جب دو سال کے بعد یہ لڑکا انٹرنس پاس کر لیگا تو پھر خبر لونگا۔ روپیہ کی تھیلی چھوڑ کر وہ اجنبی شخص فوراً باہر نکل گیا

(۵)

دو بجے شب مہاجن کوڑا مل کی حویلی کا دروازہ توڑ دیا جاتا ہے اور ایک شخص مسلح اندر داخل ہوتا ہے۔ ملازمین مارے خوف کے مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ وہ شخص سیدھا اس کمرہ میں داخل ہوتا ہے جہاں لالہ کوڑا مل جی آرام فرما ہیں۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ وہی سردار صاحب۔ پاؤں کی آہٹ سے لالہ صاحب کی آنکھ کھل گئی اور چونک کر بولے کون؟

سردار۔ خاموش او ستمگر بادہ۔ اگر خیریت درکار ہے تو اپنے آہنی صندوق کی کنجی میرے حوالہ کر ورنہ تیری روح ناپاک کو اس پستول کی نال میں بھر کر ہوا میں اُڑا دونگا۔

لالہ صاحب نے بغیر چون و چرا کنجی حوالے کی۔ آہنی صندوق کھولا گیا۔ تلاشی پر ہزاروں تمسک اور بہیاں نکلیں جن میں غربا کے قرضے کا حساب درج تھا۔ پڑتال سے معلوم ہوا کہ ہزاروں غریب اس انسان نما حیوان کے پنجۂ ظلم میں گرفتار ہیں اور کوئی رہائی کی صورت نہیں۔ نیز سینکڑوں نوٹ اور اشرفیاں اس صندوق میں بھری ہوئی تھیں سردار نے تمام تمسک اور جملہ بہیوں کو یکجا فراہم کر کے آگ لگا دی اور مطمئن ہو کر روپیہ اور نوٹ اپنے قابو میں کئے۔ جاتے ہوئے کہا کہ تو نے غریبوں کو لوٹ لوٹ کر یہ مال جمع کیا ہے۔ میں اس مال حرام کو حلال کر کے دکھاؤنگا۔ اب یہ انہی غریبوں کے کام آئیگا جن کو تو نے لوٹا ہے۔ یا خدا تو دیکھتا ہے کہ میں کسی جُرم کا مرتکب نہیں بلکہ حق بحقدار رسانیدن کے مسئلہ پر عامل ہوں۔ یہ کہہ کر روپیہ سنبھال چپکے سے نکل گیا اور لالہ صاحب رو دھو کر بیٹھ رہے۔

(۶)

اختر نے انٹرنس میں پڑھنا شروع کیا دو سال کے بعد نہایت کامیابی اور تعریف کے ساتھ انٹرنس پاس کیا اور سرکاری وظیفہ بھی ملا۔ جس دن امتحان کا نتیجہ برآمد ہوا اسی شب قریب بارہ بجے دروازہ پر دستک کی آواز آئی۔ اختر کی والدہ سمجھ گئی کہ یہ وہی مخیر اور خدا ترس شخص ہے جس نے دو سال کے بعد آنے کا وعدہ کیا تھا۔ دروازہ کھول دیا سردار صاحب داخل مکان ہوئے۔ بعد پرسش حال اختر کو اسکی کامیابی پر مبارکباد دی۔ بعدہ یہ دریافت کر کے کہ اختر بی اے کلاس تک تعلیم حاصل کرنے کا متمنی ہے چار ہزار روپے کی تھیلی اُس کی ماں کو عطا کی۔ ضعیفہ نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ نے پہلے ہی کافی سے زیادہ مدد کی ہے۔ پہلے عطیہ میں سے ہنوز آٹھ سو روپے باقی ہیں جو کافی ہیں۔ اب لڑکے کا وظیفہ بھی ہو گیا ہے فیس معاف ہو جائیگی۔ اچھی خاصی طرح سے گذارہ ہو جائیگا سردار صاحب نے اس گفتگو کا خیال نہیں کیا۔ روپیہ چھوڑ کر فوراً نظروں سے غائب ہو گئے۔ اختر اور اس کی والدہ اب آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اختر کو تعلیم کا شوق تھا۔ ہمہ تن مصروف ہو کر لکھتا پڑھتا رہا۔

(۷)

جاڑے کا موسم تھا۔ ایف۔ اے کے امتحان میں ہنوز تین مہینے باقی تھے کہ یکایک امرتسر شہر میں یہ خبر گرم ہوئی کہ سُندر سنگھ ڈاکو مارا گیا ہے اُسکی لاش پوسٹ مارٹم کی غرض سے سول ہسپتال میں لائی گئی ہے۔ سُندر سنگھ ڈاکو کی بہادری کے افسانے چونکہ زبان زد خلائق تھے۔ لوگ جوق جوق ہسپتال کی طرف جا رہے تھے۔ اختر بھی معہ اپنے چند ہم جماعت طلبا کے سُندر سنگھ کی لاش کو دیکھنے گیا ہسپتال پہنچکر جونہی اُس کی نظر لاش پر پڑی فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑا اُس کے رفقا اُسے ٹانگہ میں بٹھا کر گھر لائے اور اُس کی والدہ کو سب ماجرا کہہ سُنایا۔ نصف گھنٹہ گذرتا ہے۔ لب سڑک ہسپتال کے قریب اختر مع اپنی والدہ کے آ رہا ہے۔ بڑھیا بیچاری ننگے سر بالوں کو نوچتی ہوئی اور چھاتی پیٹتی ہوئی سُندر سنگھ کی لاش کے پاس کھڑی ہو کر یہ کہہ رہی ہے کہ اے رہزن نما شریف انسان تو شریف نما رہزنوں سے ہزار درجہ بہتر تھا۔ زمانے نے تجھ کو ہدف ناوکِ قضا کیوں بنایا۔ اس غریب لاچار مفلس بڑھیا پر جو تو نے

احسانات کئے پیشوایان دین و لیڈران قوم کے لئے قابل رشک ہیں۔ خدا انجہو کو غریق رحمت کرے اور آخرت میں عوض دے۔

(۸)

اختر نے ایف اے۔ بی۔ اے اور ایم اے پاس کیا۔ اب وہ ایگزیکٹو انجنیر محکمہ نہر ہے۔ اس کی والدہ ہنوز زندہ ہے۔ جس کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ ماں بیٹے کے دلوں میں ابھی تک سندر سنگھ کے احسانات نقش کالحجر ہیں۔

نصیر کرنال

حقیقی راحت

انسان فطرتاً راحت کو ڈھونڈتا ہے۔ قدرت نے ہمارے اندر رنج سے نفرت اور راحت سے محبت ڈال دی ہے۔ وحشی سے قبائل اور مہذب سے مہذب اقوام ہردم راحت کی تجسس میں سرگرداں رہتی ہیں۔ خواہ وہ کسی پہلو میں ہو۔ مزید براں راحت کا نقطۂ خیال علیحدہ علیحدہ ہے۔ وحشی اس میں راحت حاصل کرتے ہیں جسے دیکھ کر موجودہ زمانہ کی تہذیب انگشت بدنداں رہ جاتی ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ فطرتاً انسان کے اندر راحت پسندی موجود ہے انسان نے جتنی ترقی کی ہے وہ صرف راحت کی تلاش میں سائنس دان جسمانی دولت کے درپے سرمایۂ عقل زر خود صرف کر رہے ہیں۔ سو اس جگہ معمول ہے معمول راحت وہ ہے جو ہم حواس ظاہری اور پھر حواس باطنی سے محسوس کرتے ہیں۔ مثلاً قوت باصرہ کی وجہ سے ہم خوشنما سین۔ دلچسپ منظر اور دلفریب صورتیں دیکھ کر ایک قسم کی راحت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح قوت سامعہ کے ذریعہ ہم مرغان سحر کی حق سرہ کی تانیں اور دلکش نغمے۔ راگ بجنوں اور عزیزوں کی باتیں سنکر راحت یا خوشی حاصل کرتے ہیں۔ قوت شامہ کے ذریعہ خوشبو اور پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو جب دماغ میں پہنچتی ہے تو دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ادھر زبان زنگا رنگ کے ذائقوں سے سرور حاصل کرتی ہے غرضیکہ ہم ان ظاہری حواس سے راحت حاصل کرتے ہیں۔ جب تھکان کے بعد جسم کو آرام و شے میسر ہوتی ہے تو ایک قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ انسان نے اپنی جسمانی راحت کے واسطے عجائب و غرائب سامان مہیا کئے ہیں۔ مگر یہ راحتیں جتنی جلد نصیب ہوتی ہیں اتنی جلد اُڑ بھی جاتی ہیں۔ ان کو قیام نہیں۔

زرا آگے چلکر ایک اور قسم کی راحت نظر آتی ہے۔ وہاں نہ ہاتھ نہ کان نہ ناک نہ آنکھ نہ زبان اور کسی چیز کو دخل نہیں۔ ہم بغیر روپیہ کے سیر کرتے ہیں۔ جہاں چاہیں اُڑ جاتے ہیں۔ یہ بوقت خواب نصیب ہوتی ہے۔ ہم اس خواب کو حقیقت سمجھتے ہیں اور اس راحت کو حقیقی راحت خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ حالت محض خواب ہے۔ چند منٹ یا گھنٹے تک اس کا نظارہ پیش نظر رہتا ہے۔ پھر جلدی غائب بلکہ ہمیشہ کے واسطے غائب ہو جاتا ہے۔

اب ایک اور قسم کی راحت ہے۔ درحقیقت یہ راحت بھی نہیں۔ یہاں رنج و راحت کو دخل نہیں یہاں پہنچکر رنج و راحت کے پر جلتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نہ رنج ہے نہ راحت۔ کیونکہ اگر راحت ہو تو رنج ضرور ہے۔ کیونکہ راحت عدم رنج کو کہتے ہیں۔ پس رنج و راحت پے درپے چلتے ہیں۔ مگر یہ وہ جگہ ہے جہاں ان دونوں کو دخل نہیں۔ یہاں دنیا و مافیہا بلکہ خود اپنے آپ کا پتہ نہیں ملتا۔ یہاں "مَن و تو" کے جھگڑوں سے واسطہ نہیں۔ یہ مذکورۂ بالا راحتوں سے بالاتر ہے۔ اس راحت کے معنی وہی سمجھتے ہیں جنہیں یہ درجہ نصیب ہوا ہو۔ مگر یہ فی الواقع درست ہے کہ ایسی راحت موجود ہے۔ اگر خدا کی خدائیت اور اس کی الوہیت موجود ہے تو یہ راحت بھی موجود ہے۔ یہ راحت تارک الدنیا ہونے سے نصیب نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی بعد موت۔ بلکہ موجودہ زندگی میں دنیا میں رہ کر ملتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم تارک الدنیا ہو گئے تو ہم بزدل نکلے۔ بدیں وجہ کہ دنیا سے ڈر کر آزمائشوں سے خوفزدہ ہو کر ویرانہ میں چلے گئے۔ تاکہ کوئی تحریص وہ تھے ہمارے جذبات کو منتشر نہ کرے۔ مہاتما بدھ اسی راحت کے درپے جنگلوں میں سرگرداں رہا۔ مگر بالآخر جب اُسے وہ شانتی مل گئی تو دنیا میں ہاں دنیا کے جھگڑوں میں رہ کر زندگی بسر کرنے لگا۔ ہم دنیا میں رہ کر اس راحت کے اعلیٰ معراج تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگرچہ ظاہر بیں آنکھوں کو یہ کام مشکل بلکہ کسی حد تک مشکل تر معلوم دیتا ہے مگر عشق حقیقی میں سرمست عاشق اسے معمولی بات سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ مخلوق میں اپنے معشوق حقیقی کو دیکھتا ہے۔

اس اعلیٰ معراج کے حاصل کرنے کے واسطے لازمی ہے کہ اخلاقی کتابوں کا مطالعہ کیا جاوے اور وہ کتب جنکی تعلیم سادہ مگر الہیات سے معمور ہو اگر آپ فی الواقع اس راحت کے خواہشمند ہیں اور اگر آپ کے دل میں تجسس حق کی آگ مشتعل ہے تو آؤ وہ کتاب مطالعہ کرو جس کا ثانی اور کوئی نہیں ہے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ لفظ لفظ میں الہیات کا بھید چھپا ہے۔ وہ سب کو بلا امتیاز دوست دشمن کے دعوت دیتا ہے۔ اس کی مرکزی تعلیم محبت ہے جس میں یوں مرقوم ہے ایمان۔ امید۔ محبت یہ تینوں ضرور ہیں۔ مگر محبت افضل ہے۔ جس کی تعلیم یہ ہے کہ "تو اپنے دشمنوں کو پیار کر"۔ عزیزو اگر ایسی کتاب میں راحت کا بھید نہیں تو پھر

کہاں ہے؟ دیکھو کیسے تسلی کے کلمات ہیں۔ وہ راحت حقیقی دیتا ہے۔ اگر واقعی کسی کو راحت حقیقی کی پیاس ہے تو بلا تعصب ہماری انجیل شریف کو بغور پڑھے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ حقیقی راحت حاصل کریگا۔ بطور مثال چند آیات پیش کرتا ہوں۔

وہ فرماتا ہے۔ "اے تم جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا"۔ کیسے تسلی بخش فقرات ہیں۔ یہ دعوت عام ہے۔ آئے جس کا جی چاہے۔ بلا امتیاز قوم وملت کے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پھر کہتے ہیں کہ آرام وراحت اسی میں ہے۔ وہ خود بھی معصوم ہے۔ اوروں کو بلاتا ہے تاکہ اُن کو گناہوں سے رہائی دے۔ اور وہ شانتی جس کی تلاش میں جنگل صحرا میں سرگردان پھرتے ہیں اس سے پائیں۔ یہاں پہنچکر ہمیں نئی پیدائش کی ضرورت ہے تاکہ ہم حقیقی راحت حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ وہ کہتا ہے "تعجب نہ کر۔ میں نے تجھ سے کہا کہ تجھے نئے سر سے پیدا ہونا ضرور ہے" (یوحنا ۳: ۷) وہ ہمیں اس زندگی کی آلودگیوں سے صاف کر کے اپنے پاس بلاتا ہے۔ کس عام فہم الفاظ میں ایک بھید کہہ گیا۔ اُس کی تہ تک نہ پہنچنے والے اُسے نظر استہزاً سے دیکھتے ہیں۔ مگر اس میں ایک بھید مخفی ہے یہی پیدائش راحت حقیقی ہے جنکو یہ نئی پیدائش نصیب ہوئی اُن سے دریافت کرو۔ دیکھو کیسی شہادت ہے کہ اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں (اعمال ۴: ۱۲) اس سے زیادہ اطمینان کہاں مل سکتا ہے۔ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ پھر جبکہ یہ شخص اسم بامسمی ہے جس میں حکمت ومعرفت کے سارے خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ (کلسیوں ۲: ۳) تو آپ کیوں ناخبر رہے ہیں۔ اگر نجات اور شانتی اور راحت اسی سے ہے تو آؤ سجدہ میں اس کے قدموں پر گر پڑیں۔ وہ خود فرماتا ہے "راہ۔ حق اور زندگی میں ہوں" یہی وہ راستہ ہے جس سے ہم حق تک پہنچ سکتے ہیں اور ہمیشہ کی زندگی اسی میں ہے۔ کیونکہ لکھا ہے "خدا نے جہان سے ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۶) ایک رسول ہاں وہ جو اس سے پیشتر راستہ تیار کرنے کو آیا تھا کہتا ہے "دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کے گناہ اُٹھا لیجاتا ہے" (یوحنا ۱: ۲۹) ہمیں ہر چہار سو سے اس کی عظمت اُسکی معصومیت کی شہادتیں مل رہی ہیں۔ مگر ہم غافل ہیں کہ پرواہ نہیں کرتے۔ مسیح گنہگاروں کے واسطے ہے۔ وہ خود کہتا ہے۔ بیمار کو حکیم کی ضرورت ہے۔ نہ کہ تندرست کو۔ اگر آپ کو راحت کی ضرورت ہے تو آج ہی سے اس کے کلام کا مطالعہ شروع کر دیں۔ ہر ایک نقطہ پر غور کرو۔ دیکھو اُس کی معصومیت کی شہادت حضرت محمد بھی دے رہے ہیں۔ وہ بھی معصوم ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مولود من بنی آدم الا یمسہ الشیطن حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطن غیر مریم وابنھا۔ ترجمہ۔ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی پیدا ہوتا آدم کا بیٹا مگر مس کرتا ہے اُس کو شیطان پیدا ہونے کے وقت پس چیخ مارتا ہے مس شیطانی سے۔ سوا مریم اور اور بیٹے اُس کے کے)

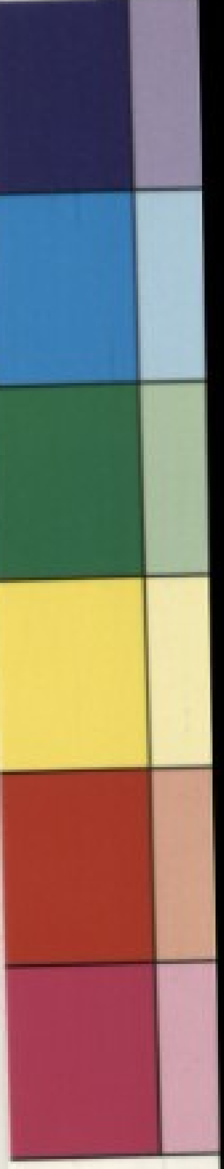
پیارے ناظرین راحت حقیقی اور بقائے دوام پانے کی خاطر انجیل کو بغور پڑھو اور اس نجات دہندہ اور حقیقی راہ پر ایمان لاؤ وہ تمہیں قبول کریگا۔ اور اپنی بادشاہت کا وارث بنائیگا۔ اُس سرور ابدی اور حقیقی راحت کا لطف حاصل کرنا ہو تو اس کے ساتھ پیوند ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ کہتا ہے "راہ حق اور زندگی میں ہوں کوئی میرے بغیر باپ کے پاس نہیں جا سکتا" (یوحنا ۱۴: ۶) اور یہ وہی ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور جس نے اپنے خون کے وسیلے سے ہم کو گناہوں سے خلاصی بخشی۔ مکاشفہ ۱: ۵)

پی۔ این۔ یعقوب۔

مسیحی دین کی ترقی

ہندوستان میں مسیحی دین نے جو ترقی کی وہ گزشتہ مردم شماری کی رپورٹ سے بہت کچھ ظاہر ہوسکتی ہے۔ ہندوستان کا رقبہ ۱۸۰۵۳۳۲ مربع میل ہے اور اُس کی آبادی ۳۱۸۹۴۲۴۸۰ ۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری سے لے کر ۱۹۲۱ء کی مردم شماری تک آبادی کی ترقی صرف ۱ء۲ فیصدی ہوئی حالانکہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک ۷ء۱ فیصدی ترقی ہوئی تھی۔ آبادی کے اس زوال کا باعث جنگ یورپ نہ تھا۔ بلکہ مرض انفلوئنزا جو ۱۹۱۸ء و ۱۹۱۹ء میں ہندوستان میں پھیلا۔ تخمیناً ایک کروڑ بیس لاکھ سے ایک کروڑ تیس لاکھ تک جانیں اس مرض متعدی سے ہلاک ہوئیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ جنگ نے بہت جانوں کو بچا لیا۔ کیونکہ ہزارہا لکھو کھہا آدمی چھاؤنیوں میں جمع تھے۔ جہاں اس مرض کا علاج کافی وافی کیا جاتا تھا۔ دیہات کو اس مرض نے تباہ وبرباد کر دیا۔ خاصکر وسط ہند اور بمبئی کے احاطے میں مرض طاعون نے





جس قدر بیس سالوں میں جانیں تلف کی تھیں۔ انفلوئنزا نے ایک سال میں ان سے ساٹھ لاکھ زیادہ جانیں ہلاک کیں اور ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۱ء تک کال کے باعث جتنے لوگ مرے تھے ان سے دوگنے اس انفلوئنزا سے مرے۔ کہتے ہیں کہ تقریباً ۱۲ کروڑ پچاس لاکھ یعنی کل آبادی کا تقریباً ½ حصہ اس مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔

اس مردم شماری کی رپورٹ کی جلد اول میں مذہب کی ایک مد ہے۔ وہاں مذاہب کے مطابق شمار آیا ہے:۔

ہندو - ۲۱۶۷۳۴۵۸۶

سکھ - ۳۲۳۸۸۰۳۔

جین - ۱۱۷۸۵۹۶

بدھ - ۱۱۵۷۱۲۸۶

پارسی ۱۰۱۷۷۸

مسلمان - ۶۸۷۳۵۲۳۳

مسیحی - ۴۷۵۴۰۶۴

یہودی - ۲۱۷۷۸

دیگر فرقے - ۹۷۷۴۶۱۱

متفرق - ۱۸۰۰۴

اس کے بعد اس امر کا ذکر ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں کس مذہب کے لوگوں کے شمار میں فیصدی ترقی ہوئی اور کس کے شمار میں تنزل۔

ہندو	۴ء	فیصدی	گھٹ گئے
جین	۵ء۶	"	"
دیگر فرقے	۱ء۵	"	"
متفرق	۵۱ء۵	"	"
سکھ	۷ء۴	"	بڑھ گئے
بدھ	۷ء۹		"
پارسی	۱ء۷		"
مسلمان			بڑھ گئے
مسیحی			"
یہودی			"

سہارنپور کنونشن

۵ لغایت ۹ مارچ ۱۹۲۵ء

کنونشن کا مضمون۔ گواہی دینا

روزانہ دستور العمل یا پروگرام مندرجہ ذیل تھا۔

صبح ۸ بجے سے ۸ ¾ تک حمد و ثنا

۸ ¾ بجے سے ۹ ¾ تک مطالعہ بائبل

۱۱ ½ بجے سے ۱۲ ½ تک مطالعہ بائبل کے جزوی اجلاس

۱ بجے سے ۲ تک جنرل کمیٹی کی میٹنگ

۳ ½ بجے سے ۵ تک تفریح و کھیل کود وغیرہ

۵ ½ بجے سے ۶ ½ تک انگریزی میٹنگ

۷ ½ بجے سے ۸ تک حمد و ثنا

۸ بجے سے ۹ تک۔ وعظ

کھانے اور چاء کا وقت مندرجہ بالا اوقات کے مابین منقسم تھا۔

رہائش کا انتظام۔ متعدد تنبو اور چھولداری وغیرہ مہیا تھیں۔ ان کے علاوہ مکانات میں بھی کافی گنجائش تھی۔ انتظامیہ کمیٹی بڑی سرگرمی اور شوق سے اپنے فرائض ادا کرتی رہی۔ صفائی ہر صورت سے تمنا تھی۔ بیماری وغیرہ کی کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ لہٰذا انتظام خاطر خواہ تھا۔

کھانے کا انتظام۔ کھانا دیسی اور ولایتی دونوں طرح سے ہوتا تھا۔ روزانہ معمول کھانے کے علاوہ کبھی کبھی قورمہ۔ پلاؤ بھی تیار ہوتا۔ نرخ بازار کی نسبت ارزاں تھا۔ میں نے اپنے کانوں کوئی شکایت نہیں سنی چونکہ میرا زیادہ میلان طبیعت دیسی کھانے کی طرف تھا۔ آخر دفعہ کئی ایک لیڈر لحاظ کرتے ہوئے دیکھا۔

کہ منتظمان مسز رائے صاحبہ۔ مس برجون صاحبہ اور پادری گو صاحب اپنے فرائض کو خندہ پیشانی سے سرانجام دیتے رہے۔

چاء کے وقت میں اکثر ولایتی طرف جاتا رہا۔ اس لئے چند الفاظ مسٹر و مسز ڈاؤس اور مس ہارڈی صاحبہ کے بارے بھی کہہ دیئے جائیں تو واجب ہے۔ ولایتی انتظام میں بھی ویسی ہی دلچسپی تھی جیسے دیسی انتظام میں۔ ہم منتظم صاحبان کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔

مطالعہ بائبل۔ ہر روز بوقت صبح اس مضمون کے متعلق تھا کہ "ہم یسوع مسیح کے گواہ ہیں"۔ ہمارے بزرگ دوست پروفیسر لیجویل صاحب نے کلام کے حوالہ جات سے لوگوں پر واضح کر دیا کہ فی زمانہ ہم میں جو مسیحی ہیں۔ کیسے گواہ ہیں اور کیا گواہی دیتے ہیں۔ اور جہاں تک دیکھا گیا۔ لوگ بہت مجبور ہو گئے کہ ہر ایک حقیقی مسیحی کا کام سوائے گواہی دینے کے کام کے اور کوئی اعلےٰ و افضل کام نہیں ہے۔ گواہی دینا جو مشکل کام تصور کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں مشکل نہیں ہے بشرطیکہ ہم اس کو خود جانیں جس کی نسبت ہم گواہی دیتے ہیں۔

پادری عبد الحق صاحب نے بھی اپنے اور اس سے بہت مجبور کیا کہ ہم غافل نہ رہیں اور گواہی دینے کے لئے منہ کھول دیں۔ سو میں صفائی سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کو ہر دو معزز واعظین کی نصیحت سے بہت برکت حاصل ہوئی۔ لوگوں نے خفیہ و اعلانیہ عہد پیمان کیا کہ وہ اس گواہی دینے کے کام کو جو ہر ایک مسیحی کا قدرتی طور پر پہلا فرض سمجھا جاتا ہے اب سے شروع کرینگے۔

جزوی اجلاس

مضمون۔ لوگوں کو مسیح کے پاس لانا۔

ہم پادری جے۔ ایل گرے صاحب کے نہایت ہی شکر گذار ہیں جنکی معرفت خدا نے ایسے مواقع پر بائبل کا مطالعہ کرنے کا ایک نیا طریقہ ہم پر روشن کیا۔ ان جزوی اجلاس سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ حاصل ہؤا۔ اور اس مطالعہ میں لوگوں کو ایک خاص قسم کی دلچسپی تھی۔ یہ طریقہ کہ ان جزوی اجلاس کی جماعت بندی کس طرح ہونا چاہئے؛ اور مطالعہ کس طور پر کرنا چاہئے۔ صاحب موصوف علیحدہ بیان کرینگے یہاں صرف اتنا ذکر کرنا لازمی ہے کہ لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کے مضمون پر ایک چھوٹا سا رسالہ ۱۲ صفحے کا ردمن اردو میں تیار کیا گیا ہے جس میں صرف چار سبق ہیں۔

یہ رسالہ انجیل کی بشارت دینے والوں کی رہنمائی کے لئے نہایت مفید ہے۔ اگر ناظرین چاہیں تو پادری بی۔ بی رائے صاحب سہارنپور سے منگا سکتے ہیں۔ قیمت ۱ر ہے اگر زیادہ تعداد میں منگائے جائیں تو قیمت میں رعایت ہوگی۔

بائبل کا مطالعہ کا طریقہ جو امسال سہارنپور کنونشن میں استعمال کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو شخصی طور پر زیادہ روحانی فائدہ پہنچے۔ ایک شخص جو آٹھ دس آدمیوں کی جماعت کا لیڈر مقرر کیا گیا ہے۔ جماعت میں لوگ معدودے چند ہونگی وجہ سے وہ ہر ایک ممبر کی زندگی اور اس کی زندگی کی روحانی ضروریات کو آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے خیالات کے تبادلے سے وہ مدد مل سکتی ہے جو عام کنونشن میں مجموعی طور سے ملنا مشکل ہے۔ کیونکہ تیس شخص روز کنونشن کی بھیڑ میں دب جانا بہت ممکن ہے اور اکثر دب جاتی ہیں۔ اور وہ جو دب جاتی ہیں مطالعہ کے ایسے چھوٹے میدان میں آزادگی سے اپنی غذا حاصل کرسکتی ہیں۔

چنانچہ اس طریقہ کے استعمال سے ایسے ہی ثابت ہؤا۔ ایک بڑی عجیب بات یہ تھی کہ سب لوگ بڑی دلچسپی سے باقاعدہ ٹھیک وقت پر حاضر ہوتے تھے اور کسی کارگذاری سے وہ غیر حاضر ہو جائیں تو ہو جائیں لیکن اس جماعت سے غیر حاضر نہ ہوتے تھے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ واقعی ان کو کوئی ذاتی فائدہ حاصل تھا۔ اور اکثر لوگ بے اختیاری سے بول اُٹھے تھے کہ آج ہم نے حقیقت میں خدا کا کلام سنا

آخر میں یہ بھی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اکثر ایسی کنونشنوں میں پہلے دو تین دن کی تعداد بڑھتی رہتی ہے۔ اور آخری دو تین دنوں میں رفتہ رفتہ لوگ کم ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن امسال لوگ آخری شام کے اجلاس میں ویسے ہی باقاعدہ اور اسی تعداد میں حاضر تھے جیسے پہلے۔

اس سے ظاہر ہے کہ لوگ کس قدر روحانی برکتوں کے محتاج اور خواہشمند تھے۔ یہ کنونشن لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کے تعلیمی پہلو سے نہایت مفید اور برکت کا باعث ثابت ہوئی۔

کاشکہ ہم لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کی مجبوری میں خود مجبور ہو جائیں اور کھوئے ہوؤں کو مسیح کے پاس لاکر خوشی منائیں۔

فضل الدین نیوز یلنڈ مشن جگادھری

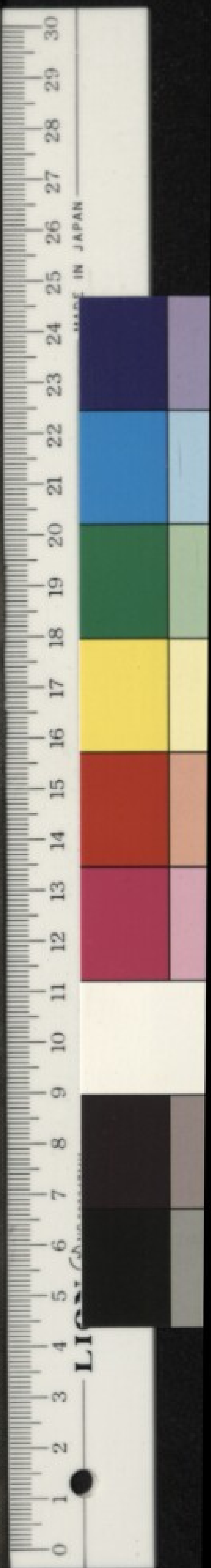
امسال سہارنپور کنونشن کے جزوی اجلاس میں بائبل کے مطالعہ کا ایک خاص طریقہ استعمال کیا گیا۔ کمیٹی نے مفید پاکر فیصلہ کیا کہ آئندہ سال بھی یہی طریقہ استعمال کیا جائے۔ لہذا مجھے کہا گیا کہ میں مختصر طور پر واضح کردوں کہ اس طریقہ کا مقصد کیا ہے اور کس طرح چلایا جاتا ہے تاکہ یہی طریقہ کنونشنوں اور دیگر مسیحی اجلاس میں بھی استعمال ہوسکے۔

مقصد۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسی ایسی مجلس اور کنونشنوں میں شخصی ضروریات پر نگاہ نہیں ڈالی جاتی اور اسی وجہ سے اتنے لوگوں کی بھیڑ بھاڑ میں وہ محتاج اور خواہشمند رہ ہیں دل رکھتی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اسی برکت کو پائے بغیر چل جائیں۔ جنکی اُن کو خاص ضرورت تھی۔

طریقہ۔ کنونشن کے سب لوگوں کو جزوی طور پر دس دس یا بارہ بارہ میں ایک ایسے لیڈر کے سپرد کرنا چاہئے۔ جو تجربہ کار ہو اور روحانی زندگی اور اس کی ضروریات کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اس چھوٹی سی جماعت کا ذمہ دار ہو۔ مطالعہ ایک گھنٹہ روز اور اُسی مضمون کے متعلق ہونا چاہئے جو کنونشن کی طرف سے مقرر ہو۔

فائدہ۔ اس طریقہ کے کئی ایک فوائد ہیں جو صاف ظاہر ہیں۔ یعنے مطالعہ لگاتار جاری رہتا ہے مضمون پر زیادہ گہرے طور سے غور و خوض ہوسکتا ہے۔ بحث کرنے کا موقع ملسکتا ہے۔ روحانی کمزوری میں ایک دوسرے کے خیالات اور تجربے سے مدد مل سکتی ہے۔ منتظم جو اس طریقہ کو چلاتا ہے۔ ہر روز سب سرگروہوں کو جمع کرکے اگلے دن کے سبق کو دہراتا ہے اور چند اشارے پیش کرتا ہے۔ اس طرح فراہم ہونے سے سرگروہ اپنی اپنی جماعت کے بارے میں کوئی ضروری بات جو دریافت ہو پیش کرسکتے ہیں۔ اس طرح سے منتظم کا ہاتھ کنونشن کی روحانی نبض پر رہتا ہے۔ اور جان سکتا ہے کہ لوگ روحانی حالت میں کہاں ہیں۔

زیادہ مفصل طور پر بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی صاحب اس طریقہ کے متعلق زیادہ



واقفیت حاصل کرنا چاہے تو مجھ سے بذریعہ خط وکتابت دریافت کرے۔ چند ایک ضروری باتیں ہیں جنکا ذکر کردینا لازمی ہے۔

۱۔ چاہیے کہ چار پانچ سبقوں کا ایک چھوٹا سا رسالہ تیار کیا جائے۔ جس سے مطالعہ کے ساتھ ہی بحث کے طور پر دل میں خودبخود خیال پیدا ہوں

۲۔ جماعت بندی کا کوئی ایسا سادہ طریقہ استعمال کیا جائے جس سے کوئی خلل پیدا نہ ہو

۳۔ جماعتیں ہر روز ٹھیک وقت پر اپنی اپنی مقررہ جگہ پر شروع اور ختم ہوں۔

۴۔ اس طریقہ کی کامیابی سرگروہوں پر منحصر ہے۔

چاہیے کہ سرگروہ چند ماہ پیشتر ہی مقرر کئے جائیں اور اگر ہو سکے تو ان کو مضمون کی سرخیاں وغیرہ کنونشن کے شروع ہونے سے دو ہفتے پہلے بھیج دی جائیں

جے۔ ایل۔ گرے

نیوزیلینڈ مشن جگادھری

رہائشگاہ نومریداں و پنجاب کرسچن کونسل

امسال کرسچن کونسل پنجاب کا سالانہ اجلاس لاہور میں ۱۵-۱۶ ماہ اپریل کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس کے ایجنڈا میں ایک کنورٹس ہوم" یعنی نومریدوں کے لئے رہائشگاہ کی قائمی کا سوال بھی شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے راقم سطور چند ایک تجاویز اس کے متعلق پیش کرتا ہے۔ جن پر امید ہے کہ کونسل ٹھنڈے دل سے غور کریگی۔

(۱) چونکہ پنجاب میں ہندو اور مسلمان دو بڑے مذاہب ہیں۔ جن میں سے نومرید اکثر آکر اس رہائشگاہ میں رہینگے۔ ہمیں اس بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ مسلمان گائے کا گوشت کھاتے ہیں جسکو ایک برہمن یا ہندو ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ مگر ہم ہرگز یہ امید نہیں کر سکتے کہ کسی نومرید کو آتے ہی اس امر پر مجبور کر سکیں کہ وہ فلاں قسم کا کھانا کھائے اور فلاں قسم کا کھانا ترک کردے۔ اگر مسلمان اور ہندو نومریدوں کی رہائش و خوراک یکجا ہوگی تو ضرور ہے کہ گوشت خوری اہل ہنود کے لئے ٹھوکر کا باعث ہوگی۔

(۲) دوسری خاص بات ملحوظ خاطر رکھنے کی یہ ہے کہ نگران اس قسم کا آدمی ہو جسے مسیحی مذہب سے پوری واقفیت ہو۔ اور علاوہ بریں وہ اسلام اور ہندو دھرم سے کامل واقفیت رکھتا ہو۔ کیونکہ آجکل آریہ سماجی اور احمدی حضرات کے صدہا مبلغ موجود ہیں۔ جو اپنے مذاہب کی تبلیغ کے علاوہ مسیحی دین سے خوب واقف ہیں اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ایک ایک احمدی اور آریہ مسیحیت پر سینکڑوں اعتراض کرنے کو تیار ہے یہ ضرور ہے کہ جو نومرید آئیں ان کی سابقہ مذاہب کے ترک اور مسیحی دین کے قبول کرنے کے متعلق ان کے سوالوں اور شکوک کو رفع کیا جائے۔ دینی سوال و جواب پڑھانا کافی نہ ہوگا۔

(۳) علاوہ بریں لاہور ایک مرکزی مقام ہے۔ جہاں ہندو اور محمدی اکثر اس نیت سے آتے ہیں کہ کسی پادری صاحب سے مذاہب پر تبادلہ خیالات کریں۔ مگر لاہور میں ان کو کوئی آدمی میسر نہیں آتا۔ اس ضرورت کو خاص طور پر محسوس کیا جا رہا ہے۔

پس کونسل کو مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس کرنے چاہئیں۔

(۱) ہندو و محمدی نومریدوں کی رہائشگاہیں جدا جدا ہوں

(۲) ان رہائشگاہوں کا ہادی و نگران وہ شخص ہو جو مسیحی دین سے پوری واقفیت رکھنے کے علاوہ ہندو دھرم اور اسلام کی کتب مقدسہ و تعلیمات سے گہری دلچسپی اور واقفیت رکھتا ہو جس نے کبھی غیر مذاہب کی تعلیمات اور کتب مناظرہ کو نہیں دیکھا وہ نومریدوں کے لئے الٹا ٹھوکر کا باعث ہونے کا احتمال رکھتا ہے۔

(۳) ایسا ہادی ایک لائبریری بھی رکھ سکیگا۔ جس میں مقابلہ مذاہب کی ضروری کتب ہوں۔ تاکہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو تحقیق مذاہب میں سہولت ہو اور مسیحی مناظرین۔ واعظین اور مصنفین کے لئے سامان مہیا ہو جائے۔ مگر وہ نگران جو مقابلہ مذاہب سے خود ناواقف ہو۔ یہ کام کرنے کے ہرگز قابل نہ ہوگا۔

(۴) یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ایسے ہادی کو روحانی خوراک دینے کا زیادہ موقع دینے کے لئے کونسل ایک مددگار کا انتظام کرے۔ جس کے ذمہ نومریدوں کی رہائش۔ پوشش اور خورش کا کام ہو۔

مضمون نہایت تفصیل طلب ہے۔ مگر مندرجہ بالا امور ہی زیادہ قابل غور ہیں

راقم۔ وہی خان

مسٹر برگ کے گرجا کی مشہور گھڑی میں ہر گھنٹہ کا چوتھا حصہ ایک نشان سے بجایا جاتا تھا۔ جو انسانی زندگی کے کسی خاص دور کا مظہر ہوتا تھا چنانچہ پہلا چوتھائی گھنٹہ بجانے والا ایک لڑکا تھا۔ جس کے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ نصف گھنٹہ ایک نوجوان جو ہاتھ میں تیر پکڑے ہوئے تھا۔ تیسری چوتھائی ایک ادھیڑ عمر کا آدمی جو لکڑی کے بل چلتا تھا اور آخری چوتھائی گھنٹہ ایک معمر آدمی

سمجھا جاتا تھا۔ جس کے ہاتھ میں بوڑھوں کا عصائے امداد دیا ہوا تھا اور اس کے بعد سالم گھنٹہ بجانے والا خود موت کا نشان تھا۔

خبریں

پشاور شہر ۲ اپریل۔ کوہاٹ سے خبر موصول ہوئی ہے کہ لالہ جیونداس سکریٹری سناتن دھرم سبھا کو کل کمشنر صاحب کوہاٹ نے زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند ایک سال قید سخت اور زیر دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند دس ماہ قید سخت کی سزا دی ہے۔

دہلی ۱۰ مارچ۔ حکیم اجمل خاں آج شب کو بمبئی کو یورپ جانے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ روانگی کے وقت اسٹیشن پر آپ کو ملنے کے لئے آپ کے کئی دوست احباب موجود تھے۔ جن میں مولانا محمد علی اور مسٹر آصف علی اور دیگر کارکنان بھی تھے۔

(بندے ماترم)

کلکتہ کے قریب لیبر ہاٹ میں شدید ہندو مسلم فساد۔ مسلمانوں نے خواہ مخواہ ہندوؤں سے جھگڑا مول لیا۔ ۱۶ اشخاص مجروح ہوئے۔ دس گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ (ا۔ا)

کلکتہ ۲ اپریل۔ کل کی سٹرائیک کے نتیجے کے طور پر ۱۴ چمڑے کے گودام بند اور قریباً ۴ ہزار آدمی بیکار ہو گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قلیوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی تنخواہوں میں ۲۰ فیصدی اضافہ کیا جائے۔ لیکن مالکان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اندیشہ ہے کہ اس سٹرائیک کا چمڑے کی تجارت پر بہت برا اثر پڑیگا۔ (م)

اگرچہ کونسل آف سٹیٹ کے نئے ممبران کا انتخاب ابھی ایک سال کے بعد ہوگا۔ لیکن کچھ امیدواروں نے اپنا پراپیگنڈہ شروع کر دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ رائے بہادر میجر رام پرشاد دوبے بنارس۔ الہ آباد جھانسی اور گورکھپور کے حلقہ کی طرف سے کونسل آف سٹیٹ کی نشست کے لئے پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ (م)

کلکتہ ۲ اپریل۔ جعفر فاروق نے مسٹر جارج لینسبری کرنل ویجوڈ اور مسٹر گراہم پول کا دیش بندھو داس کے نام حسب ذیل تار شائع کیا ہے۔ ہم آپ کے اعلان پر آپ کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ ہم تمام دعا کرتے ہیں کہ پرماتما تمام فریقوں کو برطانوی کامن ویلتھ کے اندر مکمل ہندوستانی آزادی قائم کرنے کے لئے حقیقی تعاون کی کوششوں کی بنا پر سچی صلح قائم کرنے میں جلد تر کامیاب بنائے۔ (ا۔ا)

مدراس ۷ اپریل۔ مسٹر میکالسٹر ریٹائرڈ ملازم ورکس افسر مال ساکن امیدہ کی سنسنی خیز خودکشی کی خبر آئی ہے۔ مرنے سے پہلے اس نے تین خطوط لکھے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی خودکشی سے پہلے اس نے اپنی ایک ہی چھوٹی لڑکی کو گولی سے مار دیا۔ ایک خط ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نام ہے دوسرا اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے نام اور تیسرا اپنی ماں کے نام جو سیلم میں رہتی ہے۔ اس خوفناک حرکت کا سبب بیکاری اور روپے کی تکلیف معلوم ہوتا ہے میکالسٹر نے اپنی لڑکی کو گولی سے مار دیا اور بعد ازاں چھری سے اپنا صفایا کر دیا۔ حسب معمول تفتیش کی گئی اور خودکشی کا فتوے دیا۔ (ا۔ا)

کلکتہ میں آجکل غیر معمولی گرمی پڑنے لگی ہے ہائیکورٹ میں بحث کرتے وقت ایک وکیل بیہوش ہو گئے اور آدھ گھنٹے کے بعد ہوش آیا۔ (ا۔ا)

مسیحی ہوتے ہوئے ہم ان فرضی گریبسکین لوگوں کی شرائط کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور اگر وہ یہ تہیہ کر چکے ہیں کہ "جب تک پنجاب اور ہند کو بدیشی مذاہب سے پاک نہ کر دیں تب تک چین کی نیند نہ سوئینگے۔ اور ہر ہندو کی یہ دلی خواہش ہے کہ پنجاب اور ہندوستان سے مسیحیوں کو نکال دیں" تو انہیں ہماری جانب سے یہ

کھلا چیلنج

ہے کہ وہ جب چاہیں ہمارا محض اس وجہ سے قتل عام کر دیں کہ ہم غیر ملکی مذہب (مسیحیت) کے پیرو اور غیر ملکی رسوم اور بدیشی نام رکھنے والے ہیں۔ ہم نہ ایمان مذہب ہیں کہ عزت و آبرو۔ مال و جان۔ دنیا و مافیہا سب کو ترک کر دینگے۔ مگر مسیح کے نام کا انکار ہرگز نہ کرینگے۔ پنجاب و ہند سے تو کیا اگر ہندو تلوار ہمیں صفحۂ ہستی سے ہی نابود کرنے کو بھی تل جائیگی تب بھی ہم بخوشی خاطر شہید ہو جانے کو ترک مذہب پر ترجیح ہی دینگے۔

ہماری تاریخ ایسے قتل و غارت اور ایذا رسانیوں سے بھری پڑی ہے۔ ہمیں مذہب کے نام پر مر جانے کی دھمکیاں دنیا کے زبردست ہاتھوں سے قتل ہزارہا اور متعدد مقامات میں دے چکے ہیں۔ مگر ہم ہمیشہ ایسے مواقع پر بڑی تیزی کے ساتھ بڑھے پھولے اور پھلے ہیں ؎

خنجر سے مٹنے والے اے ہندو ہم نہیں ہیں
سو بار ہو چکا ہے یہ امتحاں ہمارا

اگر ہر سچے ہندو کا کام غیر مذاہب کو ہند سے نکالنا ہے تو ہر سچے مسیحی کا کام مسیح کے نام پر مر جانا ہے جب تک یہ سلطنت انگلشیہ ہند میں برسر اقتدار ہے جملہ اقوام ملکی کی طرح مسیحیوں کے جان و مال اور مذہب کو ایسی تشدد آمیز کارروائیوں کا کوئی ڈر نہیں۔

آخر میں ہم مذہبی اور ملکی لیڈروں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہی وہ گئو دھرم ہے جو غیر ملکی مذاہب اور اُن کی رسوم و تیوہار اور ناموں کو ہرگز دیکھ اور برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر دنیا کے طبقہ پر کوئی انسان ایسا نادان ہے جو کہتا ہے کہ ہندو سب کی برداشت کرتے ہیں۔ اسے ہر سچے ہندو کی دلی خواہش ہے کہ ملکہ کو ہر چورستہ پر لٹکا دینا چاہئے تاکہ غیر مذاہب یا ہند سے نکل جانے یا جانیں قربان کر دینے کو تیار ہو جائیں۔ خیر سے ابھی ابھی ہندو سنگھٹن کی فوج تیار ہونے لگی ہے۔ جب تکمیل ہوئی تو خوب رنگ کھلینگے ؎

ابھی ہے کمسنی ان کی ابھی اٹھتی جوانی ہے
خدا جانے غضب ڈھائینگے کیا کیا وہ جواں ہو کر

ہم اہل ہنود سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جلد ترین عرصہ میں تلوار لیکر شدھی کو مکمل بنانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں تاکہ انہیں یہ امتحان ہو جائے کہ اُن کی قسمت میں کس قدر بڑی ناکامی لکھی ہے۔ کیا بڑی ایمانی جرات کا اظہار ہے کہ ہم جو کہ نصف کروڑ ہیں ۲۴ کروڑ ہندوؤں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کرو اور ہمیں قتل کرو۔ مگر یاد رکھو باوجود اس قدر عظیم تعدادی فوقیت کے بھی یہ گریبسکین مہاشے مسیحیت کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ مسیحیت خدا کا لگایا ہوا پودا ہے۔ جسے شہیدوں کے خون سے سینچا جاتا ہے یہ ضرور ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل جائیگا ہندوؤں کے سنگھٹن کی تلوار اس کا ایک پتہ بھی کاٹ نہیں سکتی۔ اب دنیا ہندوؤں کے ہتھکنڈوں اور اندرونی حکمت عملیوں سے واقف ہو چکی ہے لہٰذا انہیں غیر مذاہب کو ہند سے نکال دینے اور ہندوستان کو ہندو سلطنت بنانے کے خیال کو دل سے دور کر دینا چاہئے۔ وہ پچھلے زمانے چلے گئے ہیں

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار اُن سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

خان

شراب اور اُس کا اثر انسانی جسم پر

گذشتہ سے پیوستہ

الکوحل اور اس اثر خون پر

خون ایک قسم کے زرد بھورے کے سے تنکے کے رنگ کے عرق سے جسکو plasma کہتے ہیں بنا ہے۔ اس میں جسم کی پیدائش کرنے والا مادہ اور ہزارہا ہزار چھوٹے چھوٹے اجسام جن کو [illegible] کہتے ہیں تیرتے پھرتے ہیں۔ یہ اجسام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سفید اور سرخ۔ سفید اجسام بہت ضروری ہیں۔ اُن کا کام یہ ہے کہ بیماری کے کیڑوں کو ماریں اور خون میں زہریلے مادے کے داخل ہونے کو روکیں۔ غرضیکہ ہماری صحت کو اچھا رکھنے اور بیماری کا مقابلہ کرنے کی طاقت کو بڑھانے میں ہماری مدد کریں۔

سرخ اجسام قد میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور اُن کا کام یہ ہوتا ہے کہ پھیپھڑوں سے آکسیجن لیکر تمام جسم میں پہنچا دیں اور ہر ایک عضو کو جتنا ضروری ہے دیدیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ plasma وسیع کاربانک ایسڈ گیس پھیپھڑوں کو واپس پہنچایا جاتا ہے۔

مگر الکوحل خون کے ان [illegible] کو نقصان پہنچاتا ہے اور اُن کے کام کرنے

کی طاقت کو گھٹا دیتا ہے۔ ایک بڑے مشہور ڈاکٹر سر بی۔ ڈبلیو رچرڈسن صاحب نے تجربے سے معلوم کیا ہے کہ شرابی کے خون کے اجسام یا تو باہم ایک دوسرے سے چمٹ جاتے یا اُن کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ بعض دفعہ اُن کی صورت یہاں تک خراب ہو جاتی ہے کہ بالکل خون کے cells کی طرح معلوم ہی نہیں ہوتے۔

(۲) الکوحل خون کو کمزور اور بیمار بنا دیتا ہے۔ ایک لائق فرانسیسی کیمسٹ نے ایک شرابی کے خون کے ایک ہزار حصوں میں ۱۱۷ حصے ردی مادے کے پائے۔ لیکن اگر وہ تندرست ہوتا تو ۱۰ حصوں سے زیادہ نہ ہوتے۔ یہ الکوحل سے خون کے کمزور ہو جانے کا پختہ یقین ہے۔

(۳) الکوحل خون میں سے پانی کو لیکر خون کو گاڑھا بنا دیتا ہے۔ کبھی کبھی خون کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنجاتے ہیں۔ جو دماغ کی خون کی نالیوں میں جا کر فالج کی بیماری پیدا کر دیتے ہیں یا دل میں داخل ہو کر فوراً اُس کی حرکت کو بند کر کے موت پیدا کر دیتے ہیں۔

(۴) الکوحل آہستہ آہستہ اُن نازک نسوں کو جو خون کی نالیوں کو قابو میں رکھتی ہیں بے حس کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی یہ نالیاں اپنے سکڑنے اور پھیلنے کی طاقت کو کھو بیٹھتی ہیں۔ بڑے شرابی کی حالت میں خون کی یہ نالیاں چوڑی ہو جاتی ہیں۔ پس اسی وجہ سے شرابی کے چہرے اور ناک پر اکثر سرخی اور بدنما حالت دکھائی دیتی ہے۔

(۵) اس طرح سے الکوحل خون کو روک دیتا ہے کہ جسم کے مختلف حصوں میں خوراک اور تازہ ہوا نہ پہنچا سکے۔ اس سبب سے جسم کی ٹھیک پرورش رک جاتی ہے اور اس طرح سے جسم خراب چربی سے پُر ہو کر شرابی کے نسوں اور پٹھوں اور دیگر عضووں کو تبدیل کر دیتا ہے اس کو fatty degeneration کہتے ہیں۔ یعنے جسم میں چربی چھا جاتی ہے۔ اور جسم ٹھیک طور سے اپنا قدرتی کام نہیں کر سکتا۔ اور جب زیادہ کام کرنا پڑتا ہے تو اکثر بالکل کام سے رہ جاتا ہے اور شرابی مردہ ہو جاتا ہے۔

الکوحل اور ہاضمہ

الکوحل سلیوا (لعاب دہن) کو خشک کر دیتا اور مزے کی نسوں کو بے حس کر دیتا ہے۔

لعاب پیدا کرنے والے غدودوں میں خراش پیدا کرتا ہے جس سے لعاب کم پیدا ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ پیاس لگی رہتی ہے۔ الکوحل کے اثر سے منہ میں چینی اور نمک کے مزے میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔

الکوحل خوراک کو سخت کر دیتا ہے۔

عجائب گھروں میں دیکھو الکوحل میں ڈالی ہوئی چیزیں سخت ہو جاتی ہیں۔ (باقی آئندہ)

پریم داس

جرمنی کی اشیاء برآمد پر محصول

لنڈن ۳۔ اپریل۔ مسٹر چرچل ایوانِ عام میں یہ تحریک پیش کرنے والے ہیں کہ جرمنی سے وصول تاوان کے قانون کی ایک دفعہ معطل کی جائے۔ جس کے ذریعہ برطانیہ میں آنے والی جرمن اشیاء پر ۲۶ فیصدی محصول لگایا جاتا ہے۔ یہ محصول برٹش گورنمنٹ۔ برٹش تاجروں سے وصول کرتی تھی اور برٹش تاجر جرمن تاجروں سے وصول کرتے تھے اب جرمن تاجروں کی انجمن یہ محصول برٹش گورنمنٹ کو ادا کریگی۔ (ہند)

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا جلد ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

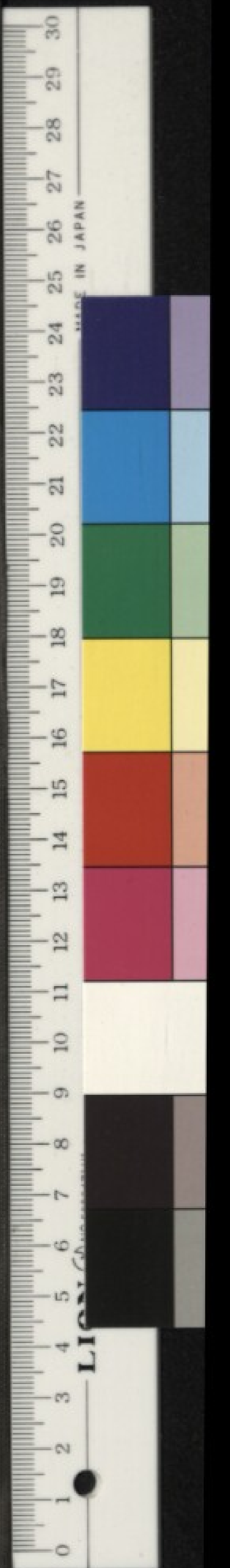
یونگ کرسچین ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

جس بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۴۱ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالب علم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری کا نصف ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بہم تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشاعت سے الٹ کر رو کو ول ہے عشرہ تمنے یہ تھا لانسپل صاحب کیل نمونہ آرڈر دیا ہوسکتے ہیں



بادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔